معارف نبوی

جاوید احمد غامدی

تحقیق و تخریج: محمد حسن الیاس

دوزخ کے اعمال

(۳)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

—— ۱ ——

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ،[١] أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى[٢] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ”إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ[٣] فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ“، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ: ”إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ“، قَالُوْا: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ”لِكُفْرِهِنَّ“، قِيْلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ، قَالَ: ”وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ

مِنۡكَ خَيۡرًا قَطُّ".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ اُس موقع پر صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر آپ نماز سے فارغ ہوگئے۔ اُس وقت تک سورج بھی صاف ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، لہٰذا اگر کبھی ایسا دیکھو تو اپنے رب کو یاد کیا کرو۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ، نماز کے دوران میں ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اِس جگہ پر کھڑے کھڑے شاید کوئی چیز لینا چاہی تھی، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تو اُس میں سے میووں کا ایک گچھا لینا چاہا۔ اگر میں اُس کو لے لیتا تو جب تک دنیا باقی ہے، تم اُس میں سے کھاتے رہتے[1]۔ پھر میں نے دوزخ دیکھی[2] تو اُس میں ایک ایسا منظر دکھائی دیا کہ آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اُس میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیوں، یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: اِس لیے کہ ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور کسی کا احسان نہیں مانتیں۔ تم نے کسی عورت کے ساتھ زندگی بھر احسان کیا ہو، پھر تم سے کوئی ایسی بات ہو جائے جو اُسے ناگوار ہو تو فوراً کہے گی: میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی[3]۔

۱۔ یعنی جس طرح اجناس کے چند دانوں سے ہزاروں دانے پیدا ہو جاتے ہیں، اُسی طرح جنت کا یہ میوہ بھی بڑھتا رہتا، یہاں تک کہ دنیا کا آخری دن آ جاتا اور اُس وقت بھی لوگ اُس کو کھا رہے ہوتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات کھانے پینے کی چیزوں سے متعلق روایتوں میں بیان ہوئے ہیں، اُن کو بھی اسی طریقے پر سمجھنا چاہیے۔

۲۔ اِس سے دوزخ کی وہ تمثیل مراد ہے جو اُس وقت آپ کو دکھائی گئی۔ انبیا کے صحائف سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس طرح کے مشاہدات لوگوں کی تنبیہ کے لیے اُن کو بالعموم کرائے جاتے تھے۔ چنانچہ بہت سی چیزیں جو مستقبل میں

واقع ہونے والی ہوں، وہ انبیا علیہم السلام کو بیداری میں بھی اُسی طرح ممثل کر کے دکھا دی جاتی ہیں، جس طرح ہم بعض اوقات اُن کو خواب میں دیکھتے ہیں۔

۳۔ اِس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب عورتیں ایسی ہوتی ہیں یا کسی مرد میں یہ برائی نہیں ہوتی۔ اِس طرح کی تنبیہ کے موقع پر جو کچھ کہا جاتا ہے، عام مشاہدے کی رعایت سے کہا جاتا اور اُس کے لیے اسلوب بھی بالعموم یہی اختیار کیا جاتا ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن موطا امام مالک، رقم ۴۴۱ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت اِن کتابوں میں نقل ہوئی ہے: مسند احمد، رقم ۲۷۱۱، ۳۳۴۷۔ صحیح بخاری، رقم ۲۸۔ صحیح مسلم، رقم ۱۵۱۸۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۱۴۸۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۹۲۸۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۳۶۲۹۔

۲۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر رسول اللہ نے جو نماز ادا کی، اُس کی تفصیل متعدد روایتوں میں مذکور ہے۔ اِسے کسوف اور خسوف کی نماز کہا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم ۲۷۱۱۔

۳۔ صحیح بخاری، رقم ۹۹۰ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن ہوا تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے اُس موقع پر بھی یہی بات ارشاد فرمائی جو اوپر روایت میں نقل ہوئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

—— ۲ ——

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ، ۱ قَالَ: شَهِدۡتُ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوۡمَ الۡعِيۡدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبۡلَ الۡخُطۡبَةِ بِغَيۡرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقۡوَى اللّٰهِ۲ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمۡ، ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ: ”تَصَدَّقۡنَ فَإِنَّ أَكۡثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ“، فَقَامَتِ امۡرَأَةٌ۳ مِنۡ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفۡعَاءُ الۡخَدَّيۡنِ، فَقَالَتۡ: لِمَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟، قَالَ: ''لِأَنَّکُنَّ تُکْثِرْنَ الشَّکَاۃَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیرَ''،[3] قَالَ: فَجَعَلْنَ یَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِیِّہِنَّ، یُلْقِیْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِہِنَّ وَخَوَاتِمِہِنَّ.[4]

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تو آپ نے نماز اذان اور اقامت کے بغیر اور خطبے سے پہلے پڑھائی[1]۔ اُس کے بعد آپ بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لیے کہا، اُس کی اطاعت کی ترغیب دی اور اُنھیں وعظ ونصیحت کی اور یاددہانی کرائی۔ پھر آگے بڑھے اور خواتین کے پاس آئے، اُن کو بھی اِسی طرح وعظ وتذکیر کی اور فرمایا: تم لوگ صدقہ کیا کرو، اِس لیے کہ جو لوگ دوزخ کا ایندھن بنیں گے، اُن میں زیادہ تعداد تمھاری ہوگی[2]۔ آپ کی یہ بات سن کر عورتوں کے درمیان سے ایک عورت اٹھی جس کے گال سرخی مائل سیاہ تھے۔ اُس نے عرض کیا: وہ کیوں، یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ تم لوگ شکایت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔ جابر کہتے ہیں کہ یہ سن کر عورتیں اپنے زیورات صدقہ کرنے لگیں، وہ اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار اتار کر اُس کپڑے میں ڈال رہی تھیں جو بلال رضی اللہ عنہ نے اِسی مقصد سے بچھا رکھا تھا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے معاملے میں یہی سنت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی ہے۔ مسلمان اِس وقت بھی پورے عالم میں اسی کے مطابق یہ نمازیں ادا کر رہے ہیں۔

۲۔ یہ آپ نے اُسی مشاہدے کے حوالے سے فرمایا ہے جس کا ذکر اوپر کی روایت میں ہو چکا ہے۔ صدقے کی یہ اہمیت کہ وہ جہنم سے چھڑانے کا باعث ہوگا، بعض روایتوں میں اِس طرح کے کسی پس منظر کے بغیر بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: 'تَصَدَّقُوْا، فَإِنَّ الصَّدَقَةَ فِکَاکُکُمْ مِنَ النَّارِ' ''صدقہ کرو، یہ جہنم سے تمھیں چھڑانے کا باعث ہوگا''۔ ملاحظہ ہو: المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۸۲۷۵۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۱۴۷۳ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن

سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مسند احمد، رقم ۱۴۱۳۱۔ سنن دارمی، رقم ۱۵۷۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۶۹۲، ۸۹۱۳۔ السنن الصغریٰ، نسائی رقم ۱۵۶۳۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۲۰۰۶۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۳۸۲۔ مسند ابی نعیم، رقم ۱۸۰۲۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۳۳۹۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۷۱۹، ۵۷۴۰۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۴۱۳۱ میں اِس جگہ 'وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ' کا اضافہ بھی منقول ہے، یعنی اللہ کی حمد وثنا فرمائی۔

۳۔ سنن دارمی، رقم ۱۵۷۶ میں اِس جگہ 'لِأَنَّكُنَّ تُفْشِيْنَ الشَّكَاةَ وَاللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں، یعنی اِس لیے کہ تم شکایتیں پھیلاتی اور لعنتیں بہت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

۴۔ السنن الصغریٰ، رقم ۱۵۶۳ میں اِس جگہ: 'فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ قَلَائِدَهُنَّ' کا اضافہ ہے، یعنی اپنے ہار اتارنے لگیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ـــــ ۳ ـــــ

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ،[1] قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ[2] فَإِنِّيْ أُرِيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ"، [فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ][3]: وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ"،[4] قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ"؟[5] قُلْنَ: بَلٰى، قَالَ: "فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ"؟ قُلْنَ: بَلٰى، قَالَ: "فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا".

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ یا

عیدالفطر کے دن جاے نماز کی طرف جانے کے لیے نکلے تو آپ کا گزر عورتوں کے پاس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا: بیبیو، صدقہ کیا کرو، اِس لیے کہ میں نے دوزخ میں تم کو زیادہ دیکھا ہے۔ اُن میں سے ایک عورت نے، جو دانش مند معلوم ہوتی تھی، پوچھا: ایسا کیوں ہوگا، یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: تم لوگ بہت زیادہ لعنتیں کرتی ہو[1] اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو[2]۔ میں نے تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس پر دینی اور عقلی، دونوں طرح کے معاملات کی ذمہ داری کم ڈالی گئی ہو[3] اور وہ اچھے بھلے ہوشیار اور دانا مرد کو بے عقل بنا کر رکھ دے[4]۔ عورتوں نے کہا: ہمارے اوپر دینی اور عقلی معاملات میں کیا کمی کی گئی ہے، یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: کیا تم پر گواہی کی ذمہ داری مردوں سے آدھی نہیں ہے[5]؟ اُنھوں نے کہا: یقیناً۔ آپ نے فرمایا: یہی عقلی معاملات میں ذمہ داری کی کمی ہے۔ فرمایا: پھر کیا ایسا نہیں ہے کہ عورتیں ایام سے ہوتی ہیں تو نہ نماز پڑھتی ہیں اور نہ روزہ رکھتی ہیں؟ اُنھوں نے کہا: ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ دینی معاملات میں ذمہ داری کی کمی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۔ یعنی دوسروں کے لیے بد دعائیں کرتی رہتی ہو کہ اللہ اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔ ’لعنت‘ کا لفظ عربی زبان میں اِسی مفہوم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو دیہات میں رہنے کا موقع ملا ہے، وہ جانتے ہیں کہ پچھلے زمانے کی عورتوں میں یہ چیز کس قدر زیادہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس پر جو وعید سنائی ہے، اُس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زبان کے گناہ بھی آدمی کو کس انجام تک پہنچا سکتے ہیں۔

۲۔ اِس کی وضاحت پیچھے ایک روایت میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے۔

۳۔ یعنی اُس کی خلقی کمزوری کے باعث کم ڈالی گئی ہو۔ عقلی معاملات سے مراد دنیوی معاملات ہیں اور روایت میں ’ناقصات‘ کا لفظ بالکل اُسی طرح آیا ہے، جس طرح یہ سورۂ توبہ (۹) کی آیت ۴ کے الفاظ ’ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡکُمۡ شَیۡئًا‘ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ یہاں اُس مفہوم میں نہیں ہے جس کے لیے اردو زبان میں ہم ’ناقص العقل‘ کی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔

۴۔ عورتوں کے بارے میں یہ عام مشاہدے کا بیان ہے، اِسے کسی پیغمبرانہ تبصرے پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ یہ لین دین کے معاملات میں گواہی کا حوالہ ہے جس کا حکم سورۂ بقرہ (۲) کی آیات ۲۸۲-۲۸۳ میں بیان ہوا

ہے۔ اِس میں گواہ کا انتخاب چونکہ دستاویز لکھوانے والے کرتے ہیں، اِس لیے ہدایت کی گئی ہے کہ یہ بھاری ذمہ داری اُسی پر ڈالی جائے جو اِس کا تحمل کر سکتا ہو۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِس میں دو فریقوں میں سے ایک فریق کی ناراضی، بلکہ بعض اوقات دشمنی کا خطرہ مول لے کر وہ بات کہنی پڑتی ہے جو فی الواقع طے ہوئی تھی۔ یہ اِس زمانے میں بھی اتنا آسان نہیں ہے، کجا یہ کہ قبائلی اور جاگیردارانہ سماج میں کوئی شخص اِس کی ہمت کرے۔ قرآن نے اِسی بنا پر فرمایا ہے کہ عورتوں کو گواہ بنانا پڑے تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو گواہ بنا لیا جائے تاکہ عورت اگر اُس دباؤ کا مقابلہ نہ کر سکے جو اِس طرح کے موقعوں پر لازماً پڑتا ہے اور گواہی دیتے وقت گھبرا جائے تو دوسری عورت اُس کا سہارا بن سکے۔ یہ سد ذریعہ کا حکم ہے۔ چنانچہ معاشرے کے حالات میں تبدیلی کے باعث اِس کی ضرورت باقی نہ رہے تو اِس پر عمل کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں اِسی کو آدھی ذمہ داری سے تعبیر فرمایا ہے۔

متن کے حواشی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح بخاری، رقم ۲۹۶ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت اِن کتابوں میں نقل ہوئی ہے: الاموال، ابو قاسم بن سلام، رقم ۱۲۳۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۹۵۹۳۔ صحیح بخاری، رقم ۱۳۷۵، ۱۸۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۵۸۶۲۔

ابوسعید خدری کے علاوہ یہی مضمون عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اُن سے اِس کے مصادر یہ ہیں: حدیث اسماعیل بن جعفر، رقم ۳۵۰۔ الاموال، ابو قاسم بن سلام، رقم ۱۲۳۵۔ مسند احمد، رقم ۵۱۹۲، ۸۶۶۳۔ سنن ترمذی، رقم ۲۵۵۵۔ سنن ابوداؤد، رقم ۴۰۶۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۰۱۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۹۲۸۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۵۴۸، ۶۵۵۰۔

۲۔ صحیح مسلم، رقم ۱۱۷ میں اِس جگہ 'وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ' کا اضافہ نقل ہوا ہے، یعنی زیادہ استغفار کرو۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۳۔ یہ اضافہ صحیح مسلم، رقم ۱۱۷ سے لیا گیا ہے۔ یہ خاتون کون تھیں؟ ابو قاسم بن سلام کی الاموال، رقم ۱۲۳۵ میں مذکور ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب تھیں۔ بعض روایات میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس موقع پر شوہروں اور بچوں کو صدقہ دینے کے بارے میں بھی پوچھا گیا تو آپ نے

اِس کی اجازت دی۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم ۸۶۶۳۔

۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۹۸۱۹ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصِ الدِّيْنِ وَالرَّأْيِ أَغْلَبَ لِلرِّجَالِ ذَوِي الْأَمْرِ عَلٰی أَمْرِهِمْ مِنَ النِّسَاءِ'' 'میں نے عورتوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس پر عقلی اور دینی، دونوں طرح کے معاملات کی ذمہ داری اُس کی کمزوری کے باعث کم ڈالی گئی ہو اور اِس کے باوجود وہ اپنے معاملات پر دسترس رکھنے والے مردوں پر غالب آجائے۔ ابو قاسم بن سلام کی الاموال، رقم ۱۲۳۵ میں اِس جگہ 'مَا رَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُوْلٍ قَطُّ، وَلَا دِيْنٍ أَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ صحیح مسلم، رقم ۱۱۷ میں یہاں 'أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ' کے الفاظ ہیں۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ دونوں کے مدعا میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ مسند احمد، رقم ۸۶۶۳ میں اِس جگہ جملوں کی ترتیب یوں ہے: 'مَا رَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُوْلٍ وَدِيْنٍ أَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَتَقَرَّبْنَ إِلَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُنَّ' ''میں نے تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس پر عقلی اور دینی، دونوں طرح کے معاملات کی ذمہ داری کم ڈالی گئی ہو اور وہ اچھے بھلے دانا مردوں کے دل اچک لے جائے۔ سو متنبہ رہو، قیامت کے دن میں نے دوزخ کے لوگوں میں تمھیں زیادہ دیکھا ہے۔ تم کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو'۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۵۔ صحیح مسلم، رقم ۱۱۷ میں یہ بات اِن الفاظ میں بیان ہوئی ہے: 'أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ'' 'رہا عقلی معاملات میں کمی کا معاملہ تو دو عورتوں پر گواہی کی ذمہ داری ایک مرد کے برابر ہے۔ سو یہی عقلی معاملات میں ذمہ داری کی کمی ہے۔ یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

—— ۴ ——

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ،[۱] أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ: "وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ، الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا، لَا يَبْتَغُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ، وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ

عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ"، وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ.

عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبے میں فرمایا: دوزخ میں پانچ طرح کے لوگ ہوں گے: وہ کمزور آدمی جس کے ہاں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی،[1] یہ جو تم میں زیردست ہوتے ہیں، نہ گھر بناتے ہیں اور نہ مال ومنال کے لیے کوئی جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ خیانت کرنے والا آدمی کہ جس کی حرص چھپی نہیں رہ سکتی اور معمولی چیز میں بھی خیانت کر گزرتا ہے۔ وہ آدمی جو صبح وشام تمھیں تمھارے گھر والوں اور تمھارے مال کے بارے میں دھوکا دیتا رہتا ہے۔ اِس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا[2] اور آخر میں فرمایا کہ اور حد سے گزر جانے والا بدخلق۔

ا۔ یعنی گناہ کے ارتکاب میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، علم وعقل اور اخلاقی تربیت سے محرومی کے باعث جو جی میں آئے کر گزرتے ہیں۔ اِس طرح کے لوگ زیادہ تر غلاموں اور نوکروں چاکروں میں ہوتے تھے۔ چنانچہ آگے کی صفات سے اُنھی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ روایت میں جس انجام کا ذکر ہے، وہ ظاہر ہے کہ اُسی صورت میں ہوگا، جب وہ تنبیہ اور تنبہ کے باوجود اپنے گناہوں پر اصرار کرتے رہیں گے۔

۲۔ یہ جملہ جس مقام پر آیا ہے، اُس سے واضح ہے کہ اس سے بخل یا جھوٹ کے مرتکبین کا ذکر مراد ہے۔

متن کے حواشی

ا۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۵۱۱۳ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے اِس روایت کو اِن کتابوں میں نقل کیا گیا ہے: جامع معمر بن راشد، رقم ۶۹۳۔ مسند طیالسی، رقم ۱۱۶۳۔ مسند احمد، رقم ۱۷۱۴۹، ۱۷۹۶۷۔ مسند بزار، رقم ۲۹۷۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۷۷۵۶، ۷۷۵۷۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۵۹، ۶۶۰۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۳۰۱۹، ۳۰۲۱۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۱۵۸۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۶۳۵۳۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

المصادر والمراجع

ابن حبان، أبو حاتم بن حبان. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان.** ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حجر، علی بن حجر أبو الفضل العسقلاني. (١٣٧٩هـ). **فتح الباري شرح صحيح البخاري.** (د.ط). تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار المعرفة.

ابن قانع. (١٤٨١هـ/١٩٩٨م). **المعجم الصحابة** .ط١. تحقيق:حمدي محمد. مكة مكرمة: نزار مصطفیٰ الباز.

ابن ماجة، ابن ماجة القزويني. (د.ت). **سنن ابن ماجة.** ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار الفكر.

ابن منظور، محمد بن مكرم بن الأفريقي. (د.ت). **لسان العرب.** ط١. بيروت: دار صادر.

أبو نعيم ، (د.ت). **معرفة الصحابه**.ط١. تحقيق: مسعد السعدني. بيروت: دارالكتاب العلمية.

أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني. (د.ت). **مسند أحمد بن حنبل.** ط١. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البخاري، محمد بن إسماعيل. (١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م). **الجامع الصحيح.** ط٣. تحقيق: مصطفیٰ ديب البغا. بيروت: دار ابن كثير.

بدر الدين العيني. **عمدة القاري شرح صحيح البخاري.** (د.ط). بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البيهقي، أحمد بن الحسين البيهقي. (١٤١٤هـ/١٩٩٤م). **السنن الكبریٰ**.ط١. تحقيق: محمد عبد القادر عطاء. مكة المكرمة: مكتبة دار الباز.

السيوطي، جلال الدين السيوطي. (١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م). **الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج**.ط ١. تحقيق: أبو إسحٰق الحويني الأثري. السعودية: دار ابن عفان للنشر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

والتوزيع.

الشاشي، الهيثم بن كليب. (١٤١٠هـ). **مسند الشاشي**. ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين اللّٰه. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

محمد القضاعي الكلبي المزي.(١٤٠٠هـ/١٩٨٠م). **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**. ط١. تحقيق: بشار عواد معروف. بيروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم، مسلم بن الحجاج. (د.ت). **صحيح المسلم**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **السنن الصغرٰى**. ط٢. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤١١هـ/١٩٩١م). **السنن الكبرٰى**. ط١. تحقيق: عبد الغفار سليمان البنداري، سيد كسروي حسن. بيروت: دار الكتب العلمية.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com